اسلام اور حقوقِ بشر

قائدملت مولانا سید کلب جواد نقوی، جنرل سکریٹری مجلس علماء ہند

(۲۰)

کچھ عرصہ پہلے ایران میں ایک لڑکی کے شادی سے انکار پر غضبناک ہوکر شادی کے خواہشمند نوجوان نے لڑکی کے چہرے پر تیزاب ڈال دیا، جس سے اس کی دونوں آنکھیں ضائع ہوگئیں۔ اسلامی عدالت میں مقدمہ چلا۔ لڑکی کا اصرار تھا کہ اسلامی قانون کے مطابق مجھے اجازت دی جائے کہ میں بھی قصاص کے طور پر لڑکے کی دونوں آنکھوں کی روشنی چھین لوں۔ اسلامی عدالت نے لڑکی کو اجازت دی، مگر اس تاکید کے ساتھ کہ اگر معاف کردے تو بہتر ہے۔ تمام دنیا کے ذرائع ابلاغ نے آفت مچانا شروع کردی اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ یہ توظلم ہے۔ بربریت ہے، ناانصافی ہے، حقوق بشر کی خلاف ورزی ہے۔ فوراً حقوق بشر کی دہائی دی جانے لگی۔ ایک ٹی۔وی۔ چینل نے مجھ سے انٹرویو لیا۔ کچھ نام نہاد مسلمان مردوں اور عورتوں کو انہوں نے پہلے ہی سے بلا رکھا تھا، جو ٹی۔وی۔ چینل والوں ہی کے رٹائے ہوئے جملے دوہرا رہے تھے کہ یہ سزا تو انسانیت کے خلاف ہے، یہ تو بدلہ کی بھاؤنا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن مجید کی آیت ہے مفہوم: ''ہم نے توریت میں یہ لکھ دیا ہے کہ جان کا بدلہ جان اور آنکھ کا بدلہ آنکھ اور ناک کا بدلہ ناک اور کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت اور زخموں کا بدلہ زخموں سے لیا جائے گا۔ اب کوئی شخص معاف کردے تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا اور جو بھی اللہ کے نازل کردہ حکم کے خلاف کام کرے گا، وہ ظالموں میں شمار ہوگا۔'' (سورہ مائدہ، آیت: ۴۵) اسی آیت کے تحت ایران کی اسلامی عدالت نے حکم دیا ہے تو وہ نقلی مسلمان مرد اور عورت (Anchor) کے اکسانے پر پھر شور مچانے لگے کہ یہ تو جنگل کا قانون ہے، یہ تو بدلہ کی بھاؤنا ہے (جذبہ انتقام)، میں نے پھر عرض کیا کہ جن ملکوں میں سخت اسلامی سزائیں ہیں، وہاں جرائم کے اعداد و شمار (Crimerate) بہت کم ہیں، مگر امریکہ جو انتہائی مہذب، ترقی یافتہ کہلاتا ہے، جہاں کے لئے دعویٰ ہے کہ مہذب ترین افراد وہاں رہتے ہیں، لیکن رات گئے وہاں کسی کی بھی جان محفوظ نہیں سمجھی جاتی ہے، لہٰذا امریکہ میں نئے آنے والوں کو بتایا جاتا ہے کہ اگر رات میں نکلو تو کچھ ڈالر جیب میں ڈال لیا کرو، کیونکہ اگر لوٹنے والوں نے تمہیں خالی ہاتھ پایا تو کہیں جھلا کر تمہاری جان ہی نہ لے لیں، لہٰذا جان بچانا ہے تو دو چار ڈالر پاس ہونا ضروری ہیں۔ یہ ہے صورت حال اس ملک کی جو دنیا کا متمدن ترین ملک ہونے کا دعویدار ہے، جو اپنے تمدن اور تہذیب کو ساری دنیا پر تھوپنا چاہتا ہے۔ جرائم میں کثرت کا سبب سزاؤں میں نرمی ہے، جس کی وجہ سے مجرم جری ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ آپ سب خود فیصلہ کرکے بتائیں کہ ایک مجرم کو سخت سزا دے کر سیکڑوں کی جان بچا لینا زیادہ بہتر ہے یا مجرموں کے ساتھ نرم برتاؤ کرکے پورے معاشرہ کو خطرہ میں ڈال دینا زیادہ بہتر ہے؟ مگر وہاں تو مقصد کچھ اور تھا، لہٰذا ٹی۔وی۔ والوں کے منتخب شدہ مسلمان اپنا ہی راگ الاپتے رہے۔ آخر میں، میں نے کہا کہ اگر آنکھ کے بدلے آنکھ لینا ظلم و بربریت اور بدلہ کی بھاؤنا ہے تو جان کے بدلہ جان لینا تو اس سے بھی بڑا ظلم ہوگا؟ کیونکہ آنکھ کی جگہ پر آج کل دوسری آنکھ لگ سکتی ہے، مگر جان واپس نہیں آسکتی۔ مجھے بتائیں کہ ایک وزیر اعظم کے قتل کے بدلے میں دو لوگوں کو پھانسی دی گئی تو کیا آپ لوگ اس کو

بھی بدلہ کی بھاؤنا کہہ کر مذمت کے لئے تیار ہیں؟ اور قصاب کو خود پھانسی کی سزا دی گئی تو کیا آپ کی نظر میں یہ بھی بدلہ کی بھاؤنا ہے اور کیا آپ کے خیال میں قصاب کو معاف کر دینا چاہئے؟ جواب میں دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ ٹی۔ وی۔ چینل نے میرے ان جملوں کو نشر ہی نہیں کیا۔

قرآن مجید کا اعلان ہے، مفہوم: ''اے صاحبان عقل تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے۔'' (سورہ بقرہ، آیت: ۱۷۹) اسلام نے قصاص اور سخت سزاؤں کا جو نظام مرتب کیا ہے، وہ عدل وانصاف کے عین مطابق ہے۔ اسلام نے اعلان کیا کہ قصاص میں زندگی کا راز پوشیدہ ہے۔ اس مختصر سی آیۂ کریمہ میں بے شمار پہلو پوشیدہ ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جس معاشرہ میں ظالموں کو کھلی آزادی ہو اور مظلوموں کا انتقام نہ لیا جائے، وہ نظام مردہ ہی کہلائے گا۔ دوسرا انتہائی اہم پہلو یہ ہے کہ معاشرہ میں کتنوں کی جانیں محفوظ ہو جائیں گی۔ سخت سزا کے خوف سے کوئی آسانی سے کسی کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کرے گا۔ اسی طرح سے کتنی جانیں بچ جائیں گی، جو قتل ہو جاتا اس کی جان بچی۔ خود قتل کا ارادہ کرنے والے کی جان بچی، کیونکہ انتقاماً مقتول کے ورثا اسے قتل کر سکتے تھے۔ نتیجہ میں دو خاندان تباہ ہونے سے بچ گئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک قتل کے رد عمل میں انتقام کا سلسلہ شروع ہو جائے اور ایک کے بعد ایک درجنوں لوگ مار دیئے جائیں، جیسے کہ کانپور شہر کی ایک سڑک کے دو خاندانوں کی دشمنی بہت مشہور ہوئی، جس میں پچاسوں دونوں طرف سے قتل ہو گئے اور دونوں خاندانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ سخت سزاؤں کے نتیجے میں ایسے واقعات پر روک لگ سکتی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ جن ملکوں میں اسلام کی مقرر شدہ سخت سزائیں ہیں، وہاں جرائم کے اعداد و شمار نسبتاً بہت کم ہیں۔ اب میں ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں تقریباً ۱۳/ برس ایران کے شہر قم میں رہا۔ قم کی آبادی میرے زمانۂ قیام میں تقریباً دس لاکھ تھی، لیکن قارئین کو یقیناً سخت حیرت ہوگی کہ اس تیرہ برس کی مدت میں قم میں صرف ایک نوجوان کا قتل آپسی رنجش کے تحت ہوا اور صرف ایک ڈکیتی کا واقعہ ہوا جس میں دو لوگ مارے گئے۔ ٹھیک ایک ماہ کے عرصہ میں اس بازار کے چوراہے پر کہ جہاں ڈکیتی پڑی تھی، ان ڈاکوؤں اور قاتلوں کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے بعد سے جب تک میں قم میں رہا پھر کسی کو ڈاکہ ڈالنے کی ہمت نہ ہوئی۔ یہ تھا Crimerate ایک دس لاکھ کی آبادی والے شہر میں، اسی طرح سے سعودی عرب میں قتل کا اوسط ایک لاکھ کی آبادی پر صرف ایک کا ہے، جب کہ جنوبی امریکہ میں ایک لاکھ کی آبادی پر ۲۵/ کا ہے، شمالی امریکہ میں قتل کے واقعات کا اوسط ایک لاکھ کی آبادی پر ۷/ قتلوں کا ہے۔ یورپ میں یہ اوسط ۶/ کا ہے، جب کہ روس میں یہ اوسط ۱۴/ کا ہے۔ ہندوستان میں جرائم کا اوسط ہولناک ہے۔ ہندوستان کی وزارت داخلہ کی ایک رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۹ء میں پورے ہندوستان میں ایک سال کی مدت میں ۳۲۳۶۹ قتل کے واقعات درج ہوئے۔ اقدام قتل کی تعداد ۲۹۰۳۸ تھی، عصمت دری ۲۰۳۹۷ ڈکیتی و لوٹ ۲۷۰۰۰، فسادات کے واقعات ۶۲۹۴۲۔ جہیز کی خاطر قتل ۸۳۸۳۔ (ویب سائٹ منسٹری آف ہوم افیرس)

(جاری)

(بشکریہ روزنامہ 'راشٹریہ سہارا' (اردو) ۲۳/ستمبر ۲۰۱۱ء)

التماس ترحیم

مومنین کرام سے گزارش ہے کہ ایک بار سورۂ حمد اور تین بار سورۂ توحید کی تلاوت فرما کر جملہ مرحومین خصوصاً مرزا محمد اکبر ابن مرزا محمد شفیع کی روح کو ایصال فرمائیں۔

محمد عالم: نکّڑ پرنٹنگ اینڈ بائنڈنگ سینٹر

حسین آباد، لکھنؤ